عرب جمہوریہ مصر ۱۲ رمضان ۱۴۴۰ھ

وزارت اوقاف ۱۷ مئی ۲۰۱۹ء

رمضان المبارک جود و کرم اور سخاوت کا مہینہ

دینِ اسلام اعلی اقدار اور بلند اخلاق کا دین ہے، ہمارے دین متین نے جن اعلی اخلاق کی تعلیم و ترغیب دی ہے ان میں سے ایک سخاوت وفیاضی ہے۔ یہ رسولوں اور سلف صالحین کی صفت ہے، اِس سے لوگوں کے درمیان محبت ومودت اور بھائی چارہ جنم لیتا ہے اور اس کے نتیجے میں ایک مضبوط اور متحد معاشرہ وجود میں آتا ہے جو باہمی کفالت اور ایثار و قربانی پر قائم ہوتا ہے، اس پر اخلاص ووفاداری کی فضا غالب ہوتی ہے اور اِس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول صادق آتا ہے: "مومنین اپنی باہمی محبت ومودت، شفقت ومہربانی میں ایک جسم کی مانند ہیں کہ جب اِس جسم کا کوئی ایک حصہ تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے سارا جسم بے خوابی اور تکلیف میں مبتلا رہتا ہے"۔

جود وکرم اللہ سبحانہ وتعالی کی صفت اور اس کے اسمائے حسنی میں سے ایک اسم ہے، اللہ تعالی ایسا سخی اور عطا فرمانے والا ہے کہ اس کا دروازہ بند نہیں ہوتا، اس کی عطا ختم نہیں ہوتی، اس کے در پر سوال کرنے والا نہ خالی ہاتھ لوٹتا ہے اور نہ ہی وہ ناامید ہوتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالی کریم ہے، کرم کو پسند کرتا ہے، وہ اعلی اخلاق کو پسند کرتا ہے اور گھٹیا اخلاق کو ناپسند کرتا ہے" اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا: "اللہ تعالی کریم ہے کرم کو پسند کرتا ہے، وہ سخی ہے اور سخاوت کو پسند کرتا ہے"، اور حدیث قدسی میں آیا ہے: "اے میرے بندوں تم سب کے سب گمراہ ہو سوائے اس کے جسے میں نے ہدایت نصیب فرمائی، پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو، میں تمہیں ہدایت نصیب فرماؤں گا، اے میرے بندوں تم سب

کے سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسے میں نے کھانا کھلایا پس تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا، اے میرے بندوں تم سب کے سب بَرَہنَہ ہو سوائے اس کے جسے میں نے لباس پہنایا پس تم مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں لباس پہناؤں گا، اے میرے بندوں تم دن رات گناہ کرتے ہو اور میں سارے گناہ معاف کر دیتا ہوں پس تم مجھ سے معافی مانگو میں تمہیں معاف کر دوں گا، اے میرے بندوں اگر تمہارے پہلے آدمی سے لے کر آخری آدمی تک اور تمہارے انس وجن ایک میدان میں کھڑا ہو کر مجھ سے سوال کریں تو میں ہر ایک انسان کو اس کے سوال کے مطابق عطا کروں گا اور یہ سب کچھ میری بادشاہت وملکیت میں صرف اسی قدر کمی کر سکتا ہے جس قدر سوئی کو سمندر میں داخل کرنے سے سمندر میں کمی واقع ہوتی ہے"، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ کے خزانے بھرے ہوئے ہیں دن رات خرچ کرنا ان کو کم نہیں کرتا، مجھے بتاؤں اس نے آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے کے وقت سے لے کر اب تک کس قدر خرچ کیا ہے اور اس نے اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں کی"۔

اور قرآن کریم نے بھی بیان کیا ہے کہ جود وکرم اور سخاوت انبیاء اور رسولوں کی صفت ہے، اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ میں فرمایا: "**هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ * إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَاماً قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُّنكَرُونَ * فَرَاغَ إِلَى أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ * فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ**" "کیا آپ کے پاس ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے۔ جب وہ ان کے پاس آئے تو انہوں نے سلام پیش کیا، ابراہیم علیہ السلام نے بھی سلام کہا، (اور دل میں ہی سوچا) یہ اجنبی لوگ ہیں۔ پھر جلدی سے اپنے گھر کی طرف گئے اور ایک فَربہ بچھڑے لے آئے۔ پھر اسے ان کے سامنے پیش کر دیا، فرمانے لگے: کیا تم نہیں کھاؤگے"۔ ان کے جود وکرم اور سخاوت کی وجہ سے ان کا لقب ہی ابو الضیفان یعنی مہمانوں والا پڑ گیا تھا"۔

اللہ رب العزت نے ہمیں اس بات کی ترغیب دی ہے کہ ہم ایک دوسرے پر سخاوت کریں تاکہ ہم اللہ کے جود وکرم اور اس کے مزید فضل وکرم کے مستحق ٹھہر سکیں، اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: {وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ} "تم میں سے بزرگی والے اور کشادگی والے اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ وہ رشتہ داروں اور محتاجوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو مالی امداد نہیں دیں گے انہیں چاہئے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں، کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے، اور اللہ بڑا بخشنے والا ہے" اور ارشاد فرماتا ہے: {مَّثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ} "جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیاں اگیں اور پھر ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے اضافہ فرما دیتا ہے، اور اللہ بڑی وسعت والا خوب جاننے والا ہے" اور ارشاد فرماتا ہے: {لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ} "نیکی صرف یہ نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لو بلکہ اصل نیکی تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور اللہ کی کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائے، اور اللہ کی محبت میں اپنا مال قرابت داروں پر اور یتیموں پر اور محتاجوں پر اور مسافروں پر اور مانگنے والوں پر اور غلاموں کی گردنوں کو آزاد کرانے میں خرچ کرے، اور نماز قائم کرے اور زکوۃ دے اور جب کوئی وعدہ کریں تو اپنا وعدہ پورا کرنے والے ہوں، اور سختی میں اور مصیبت میں اور جنگ کی شدت کے وقت صبر کرنے والے ہوں، یہی لوگ سچے ہیں اور یہی پرہیز گار ہیں" اور ارشاد فرماتا ہے: {وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا

وَأَسِيرًا * إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا * إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا * فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا} "اور اپنا کھانا اللہ کی محبت میں محتاج کو اور یتیم کو اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم تو محض اللہ کی رضا کے لئے تمہیں کھلا رہے ہیں، نہ تم سے کسی بدلہ کے خواستگار ہیں اور نہ شکر گزاری کے خواہشمند ہیں۔ ہمیں تو اپنے رب سے اس دن کا خوف رہتا ہے جو چہروں کو نہایت سیاہ اور بد نما کر دینے والا ہے۔ پس اللہ انہیں اس دن کی سختی سے بچالے گا اور انہیں رونق و تازگی اور سرور و مسرت بخشے گا"۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم خرچ کرو اللہ تمہارے اوپر خرچ کرے گا"

رمضان المبارک جود و کرم، سخاوت، ایثار و قربانی اور باہمی کفالت کا مہینہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے اور سب سے زیادہ سخاوت آپ علیہ الصلاۃ والسلام رمضان میں کیا کرتے تھے، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے، اور آپ رمضان میں اُس وقت سب سے زیادہ سخاوت کرتے جس وقت جبریل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے، وہ رمضان المبارک کی ہر رات آپ علیہ الصلاۃ والسلام سے ملاقات کرتے اور آپ سے قرآن کریم کا دور کرتے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھلائی اور نیکی کرنے میں تیز چلنے والی ہواؤں سے بھی زیادہ تیز ہوتے تھے"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر حال میں کھانا کھلانے کی ترغیب دی ہے، آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: "اے لوگو! سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ، اور رات کو اس وقت نماز پڑھو جب لوگ سو رہے ہوں تم جنت میں امن و سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے"۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر وقت مہمان کی عزت و توقیر کرنے کی ترغیب دی ہے، آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: "جو شخص اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے اپنے مہمان کی عزت و توقیر کرنی چاہیئے"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی ہے کہ اس مہینے میں کھانا کھلانا اور مہمان کی عزت وتوقیر کرنا سب سے زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے، آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان ہے: "جس شخص نے ایک روزہ دار کا روزہ افطار کرایا تو اُس کے لئے اِس روزہ دار جتنا اجر وثواب لکھ دیا جائے گا اور اِس روزہ دار کے اجر وثواب میں کوئی کمی نہیں ہو گی"، اور اجر ہر شخص کو ملے گا جس نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا خواہ وہ امیر ہو یا غریب، کوئی قریبی رشتہ دار ہو یا دوست وغیرہ، اور حدیثِ پاک میں " صائما " کا لفظ نکرۃ آیا ہے تاکہ وہ عموم کا فائدہ دے، اور غریبوں کو کھانا کھلانے اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ یہاں ایک اور شرعی مقصد ہے جو اِس حدیثِ پاک سے سمجھ میں آرہا ہے اور وہ مقصد صلہِ رحمی کے اس مہینے میں خاندان، قبیلے اور دوست احباب کے دستر خوان پر اکٹھے ہونے کے ذریعے لوگوں کے درمیان باہمی تعلق کو مضبوط کرنا ہے۔

اس حدیثِ پاک کا معنی ومفہوم ہر اس شخص کو شامل ہے جس نے کسی روزہ دار کا حقیقت میں روزہ افطار کرایا یعنی اس کی دعوت کی، یا اس کے لئے کھانا تیار کیا، یا اس نے حکماً کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا یعنی اس پر صدقہ کیا، یا اسے کوئی ایسی چیز تحفے میں پیش کی جس سے وہ روزہ افطار کرے یا اس کے ذریعے افطاری تیار کرے، اور اس حدیث سے دو چیزیں مقصود ہیں: پہلی چیز: باہمی کفالت کرنا تاکہ اس مبارک مہینے میں ہمارے درمیان کوئی بھوکا، ضرورت مند اور محروم نہ رہے اور دوسری چیز بالخصوص اس مبارک مہینے میں لوگوں کے درمیان معاشرتی تعلقات مضبوط کرنا اور ان کے درمیان محبت والفت کا رشتہ قائم کرنا ہے۔

صحابہ کرام نے باہمی کفالت، باہمی ہمدردی، اور باہمی تعاون کو عملی شکل دینے کے لئے بالخصوص مشکلات کی گھڑیوں میں اللہ کی رضا کی خاطر اپنے مال وجان کی قربانی، ایثار اور سخاوت کی شاندار مثالیں قائم کی ہیں، نبی کریم اشعری قبیلہ سے تعلق رکھنے والے صحابہ کرام کے درمیان پائے جانے والے باہمی تعاون اور باہمی کفالت کی

تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "جب اشعری صحابہ کا جنگ میں زادِ راہ ختم ہو جاتا ہے یا مدینہ میں ان کے اہل خانہ کا راشن کم پڑ جاتا ہے تو وہ اپنے پاس موجود زادِ راہ کو ایک کپڑے میں جمع کرتے ہیں اور پھر ایک برتن کے ذریعے اپنے درمیان برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں، پس وہ مجھ سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں"۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: ابو طلحہ مدینہ میں انصار میں سے سب سے امیر ترین شخص تھے اور ان کا سب سے محبوب ترین مال "بیر حاء" کا کنواں تھا اور یہ مسجد کے سامنے تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں داخل ہوتے اور اس کا پاکیزہ پانی پیتے تھے، انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب اللہ تعالی کا یہ فرمان نازل ہوا: {لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ} "تم نیکی کو ہرگز نہیں پہنچ سکو گے جب تک تم اللہ کی راہ میں اپنی محبوب ترین چیزوں میں سے خرچ نہ کرو" تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول اللہ تعالی نے آپ پر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ہے کہ "تم نیکی کو ہرگز نہیں پہنچ سکو گے جب تک تم اللہ کی راہ میں اپنی محبوب ترین چیزوں میں سے خرچ نہ کرو" اور میرا محبوب ترین مال "بیر حاء" کا کنواں ہے، یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے اور میں اللہ کی بارگاہ میں اس کے صلے اور ذخیرے کی امید رکھتا ہوں، اے اللہ کے رسول آپ اسے اس جگہ استعمال کریں جس کے بارے میں اللہ کریم آپ کے دل میں بات ڈال دے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واہ واہ، یہ نفع بخش مال ہے، یہ نفع بخش مال ہے، میں نے آپ کی بات سن لی ہے، پس میری رائے ہے کہ تم اسے اپنے رشتہ داروں میں وقف کر دو، ابو طلحہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول میں ایسا ہی کرتا ہوں اور انہوں نے اسے اپنے رشتہ داروں اور اپنے چچا کے درمیان تقسیم کر دیا"۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک صحابی کو بکری کے سر کا تحفہ پیش کیا گیا تو اس نے کہا: "میرا فلان بھائی اور اس کے اہلِ خانہ ہم سے زیادہ اس کے محتاج ہیں" ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، اسے اس کی طرف بھیج

دیا اور وہ ایک گھر سے دوسرے گھر جاتا رہا اور وہ سات گھروں تک پہنچا حتی کہ پہلے گھر واپس لوٹ آیا تو اللہ کا یہ فرمان نازل ہوا: {وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ} "اور وہ اپنی جانوں پر انہیں ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود انہیں شدید حاجت ہی ہو"۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سخاوت اور ایثار و قربانی میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے تھے اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔

آج ہمیں بخل، کنجوسی اور انانیت کے تمام مظاہر سے دور رہتے ہوئے ان اخلاقِ حسنہ سے مزین ہونے کی کس قدر ضرورت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ شخص مجھ پر ایمان ہی نہیں لایا جس نے اپنا پیٹ بھر کر رات گزاری ہو اور اس کے جانتے ہوئے اس کے پہلو میں اس کا پڑوسی بھوکا ہو"، اور دوسری حدیث میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: "اے ابن آدم تیرا اپنے زائد مال کو خرچ کرنا تیرے لئے بہتر ہے اور تیرا اسے روکے رکھنا تیرے لئے برا ہے، اور بقدرِ ضرورت مال رکھنے پر تجھے ملامت نہیں کیا جائے گا، جس کی تم کفالت کرتے ہوئے اس سے آغاز کرو، اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے"، اور ایک اور حدیث میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: "جس شخص کے پاس ایک سے زائد سواری ہو وہ اُسے اِس شخص کو دے دے جس کے پاس کوئی سواری نہیں ہے اور جس شخص کے پاس ضرورت سے زائد زادِ راہ ہو وہ اُسے اِس شخص کو دے دے جس کے پاس زادِ راہ نہیں ہے"۔

برادرانِ اسلام!

اپنی جان کی قربانی پیش کرنا سخاوت کی اعلی ترین مثال ہے، اور یہ کریم اور معزز لوگوں کی صفت ہے، یہ ایثار و قربانی کابلند ترین درجہ ہے اور جود وکرم اور سخاوت کی سب سے عمدہ اور اعلی مثال ہے۔

سرحدوں پر محافظ سپاہی صبر واستقامت کے ساتھ اپنے وطن، سرزمین اور اپنی عزت وناموس کی حفاظت کرتے ہوئے جو اپنی جان کی قربانی پیش کرتے ہیں وہ سخاوت کی عظیم ترین مثال ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی راہ میں ایک دن سرحدوں پر پہرہ دینادنیاومافیہا سے زیادہ بہتر ہے"، اور دوسری حدیث میں فرمایا: "دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی، ایک وہ آنکھ جس میں اللہ کے خوف سے آنسوؤں آ گئے اور دوسری وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزارتی ہے"، اور ایک اور حدیث میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: "جس بندے کے قدم اللہ کی راہ میں خاک آلودہ ہوئے اس جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی"۔ اور انسان کا اپنی جان کی قربانی پیش کرنا اس کے لئے دنیاوآخرت میں کامیابی کا ضامن ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ} "اے ایمان والو! صبر کرو اور ثابت قدمی میں زیادہ محنت کرو اور جہاد کے لئے خوب مستعد رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہوسکو"۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ رمضان المبارک فتوحات کا مہینہ ہے، اسی مبارک مہینے میں غزوۂ بدر واقع ہوا جس میں اللہ تعالی نے مؤمنین کی دشمنوں کے مقابلے میں تعداد اور تیاری کے کم ہونے کے باوجود اپنی بارگاہ سے مدد فرماکر انہیں دشمن پر فتح نصیب فرمائی، ارشاد خداوندی ہے: {وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ * إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِينَ *

بَلَى إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هَذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ * وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهِ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ} "اور اللہ نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی حالانکہ تم بالکل بے سروسامان تھے، پس اللہ سے ڈرا کرو تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔ جب آپ مسلمانوں سے فرما رہے تھے کہ کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار اتارے ہوئے فرشتوں کے ذریعے تمہاری مدد فرمائے۔ ہاں اگر تم صبر کرتے رہو اور پرہیز گاری قائم رکھو اور وہ تم پر اسی وقت جوش سے حملہ آور ہو جائیں تو تمہارا رب پانچ ہزار نشان والے فرشتوں کے ذریعے تمہاری مدد فرمائے گا۔ اور اللہ نے اس مدد کو محض تمہارے لئے خوشخبری بنایا اور اس لئے کہ اس سے تمہارے دل مطمئن ہو جائیں، اور مدد تو صرف اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے جو بڑا غالب حکمت والا ہے"۔

رمضان کے مہینے میں ہجرت کے آٹھویں سال مکہ فتح ہوا اور اس فتح کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلی اخلاق، بالخصوص عفو و درگزر، اور رحم کی شاندار مثال قائم کی، آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ان تمام لوگوں کو جمع کیا جنہوں نے آپ کو تکلیفیں دی تھیں، آپ کو مکہ سے نکالا تھا، آپ کے خلاف سازشیں کی تھیں اور پھر آپ نے انہیں فرمایا: "تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں ؟" انہوں نے کہا: اچھا سلوک، آپ کریم بھائی ہے اور کریم بھائی کے بیٹے ہے تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: "چلے جاؤ تم آزاد ہوں"۔

رمضان کے مہینے میں ہی دس رمضان بمطابق چھ اکتوبر کی جنگ ہوئی جو عزت و کرامت کی جنگ تھی جس میں اللہ تعالی نے ہماری مصری فوج کے بہادر سپاہیوں کو دشمن کی فوج کے خوابوں کو پارہ پارہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی جو دشمن اس گمان میں مبتلا تھا کہ اس پر کوئی غالب نہیں آسکتا، اور اسے ایسی چوٹ لگائی جس نے اس کے ہوس

وحواس اڑادیئے، اس کے غرور کو مٹی میں ملادیااور پوری دنیا کو مصراور اس کی فوج کا احترام کرنے پر مجبور کردیا، اور روزے، نمازِ تہجد، قرآن کی تلاوت اور سچے دل سے اللہ کی بارگاہ میں دعا کرنے کے ساتھ ساتھ جنگجو سپاہی کا نعرہ "اللہ اکبر" تھا، پس انہوں نے جنگ میں عظیم فتح حاصل کی اور سرکش دشمن کو مار بھگایا، ہم اپنی فوج اور پیارا ملک مصر کے ان عظیم شہداء کو یاد کرتے ہیں جنھوں نے اپنے دین، وطن، سرزمین اور عزت وناموس کا دفاع کرتے ہوئے اپنے خون سے وطن کی سرزمین کو سیراب کیا۔

ہماری بہادر فوج اپنے پیارے ملک مصر اور عربی اور اسلامی ممالک کے لئے امن وامان کا قلعہ ہے اور اس کے وفادار اور مخلص افراد دہشت گردی اور باطل کی قوتوں کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں اور اپنے وطن کے امن وامان اور اس کی عزت وناموس کے دفاع میں ہر روز نئی سے نئی قربانیاں پیش کر رہے ہیں اور وہ شہادت کے اسی قدر خواہش مند ہیں جس قدر دوسرے لوگ زندگی کے خواہش مند ہیں، وہ اپنے وطن کی مٹی کا دفاع کرنے اور ہر اس ہاتھ کو کاٹنے کے لئے جو مصر کے امن وامان کو تباہ کرنا چاہتا ہو، ہر قیمتی سے قیمتی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں، مصر ہر دور میں امتِ مسلمہ کی ذرہ اور اس کی تلوار کی حیثیت سے رہا ہے، اور تاریخ اس بات کی سب سے بہتر گواہ ہے۔

اے اللہ! ہمیں اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما، ہمیں اپنے مخلص بندوں میں سے بنادے اور عالمِ اسلام کے تمام ممالک کو ہر قسم کی برائی اور شر سے محفوظ رکھ۔ آمین